عید الفطر

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ : کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی ، فَاَوَّلُ شَیْءٍ یَبْدَأُ بِہٖ ، اَلصَّلَاۃُ ، ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ ، وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِھِمْ فَیَعِظُھُمْ وَیُوْصِیْھِمْ وَیَأْمُرُھُمْ . فَاِنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَہٗ ، اَوْ یَأْمُرَ بِشَیْءٍ اَمَرَ بِہٖ ثُمَّ یَنْصَرِفُ۔

(بخاری کتاب العیدین باب الخروج الی المصلی بغیر منبر)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحی کے دن عید گاہ میں جا کر سب سے پہلے نماز عید پڑھایا کرتے تھے۔ سلام کے پھیرنے کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے۔ آنحضور ﷺ کے خطاب کے دوران لوگ صفوں میں ہی بیٹھے رہتے۔ آپ ان کو وعظ و نصیحت فرماتے ان کو تاکیدی احکام سے مطلع فرماتے۔ ان کو اپنے ارشادات سے نوازتے۔ اگر کسی گروہ کو کہیں روانہ کرنا ہوتا تو اس کا انتخاب فرما دیتے۔ اور اگر کسی شے کا حکم دینا ہوتا تو حکم دیتے پھر عید گاہ سے لوٹ آتے۔

عَنْ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ: مِنَ السُّنَّۃِ اَنْ تَخْرُجَ اِلَی الْعِیْدِ مَاشِیًا وَاَنْ تَاْکُلَ شَیْئًا قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ۔

(ترمذی کتاب العیدین۔ باب ماجاء فی المشی یوم العید)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سنت ہے کہ آپ عید کے لئے پیدل جائیں اور عید کے لئے جانے سے پہلے کچھ کھا لیں۔

عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یُخْرِجُ الْاَبْکَارَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَالْحُیَّضَ فِی الْعِیْدَیْنِ ، فَاَمَّا الْحُیَّضُ فَیَعْتَزِلْنَ الْمُصَلّٰی وَیَشْھَدْنَ دَعْوَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ ، قَالَتْ اِحْدَاھُنَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّھَا جِلْبَابٌ ؟ قَالَ فَلْتُعِرْھَا اُخْتُھَا مِنْ جِلْبَابِھَا۔

(ترمذی ۔ کتاب العیدین۔ باب فی خروج النساء فی العیدین)

حضرت اُمِّ عَطِیَّہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کنواری لڑکیوں اور جوان لڑکیوں۔ پردہ نشین خواتین اور حائضہ عورتوں کو عید گاہ کے لئے جانے کا ارشاد فرمایا کرتے تھے البتہ حائضہ خواتین نماز پڑھنے والی

جگہ پر نہیں جاتی تھیں مگر دعا میں شامل ہوتی تھیں۔ایک عورت نے عرض کی۔اگر کسی خاتون کے پاس (پردہ کے لئے) چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاہئے کہ اس کی بہن اس کو عاریتاً چادر دے۔

عید گاہ میں مختلف راستوں سے آنا اور جانا

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَأْتِی الْعِيْدَ مَاشِيًا وَ يَرْجِعُ فِیْ غَيْرِ الطَّرِيْقِ الَّذِیْ اِبْتَدَاَ فِيْهِ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ و السنۃ فیہا)

محمد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ عید کے لئے پیدل جایا کرتے تھے اور جس راستے سے تشریف لے جاتے اس سے مختلف راستے سے واپس لوٹتے۔

عید کے دن صدقہ و خیرات حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

آج عید کا دن ہے اور رمضان شریف کا مہینہ گزر گیاہے۔یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ایام تھے جبکہ اس نے اس ماہ مبارک میں قرآن شریف کا نزول فرمایا اور عامہ اہل اسلام کے لئے اس ماہ میں ہدایت مقدر فرمائی۔راتوں کو اٹھنا اور قرآن شریف کی تلاوت اور کثرت سے خیرات و صدق اس مہینہ کی برکات میں سے ہے۔آج کے دن ہر ایک کو لازم ہے کہ سارے کنبہ کی طرف سے محتاج لوگوں کی خبر گیری کرے۔دو ٹک گیہوں کے یا چار جَو کے ہر ایک نفس کی طرف سے صدقہ نماز سے پیشتر ضرور ادا کیا جاوے اور جن کو خدا نے موقع دیا ہے وہ زیادہ دیویں۔

(خطبات نور صفحہ 179)

عید کی حقیقت از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

رمضان گزر گیا اور وہ دن آگیا جسے عید کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رمضان ہمیشہ ختم ہو جاتے ہیں اور خدا اپنے بندوں کے لئے عیدیں بھیج دیتا ہے۔لمبے سے لمبا عرصہ امتحان کا جو خدا نے اپنے بندوں کے لئے رکھا ہے رمضان کا مہینہ ہے۔ تیس دن خدا کے بندے روزے رکھتے ہیں' بھوکے رہتے ہیں' پیاسے رہتے ہیں' شہوانی تقاضوں سے بچتے ہیں' راتوں کو جاگتے ہیں' دعائیں کرتے ہیں' تلاوت قرآن کریم زیادہ کرتے ہیں' ذکر الٰہی کرتے ہیں اور بعض تراویح بھی پڑھتے ہیں۔غرض یہ تیس دن کا مہینہ دینی لحاظ سے عجیب لطف اور مزے کا مہینہ ہوتا ہے لیکن جسمانی لحاظ سے ایک امتحان ہوتا ہے کیونکہ خدا کے بندے بھوکے اور پیاسے رہتے اور شہوانی تقاضوں سے اپنے آپ کو مجتنب رکھتے ہیں لیکن یہ ابتلاء ایک مہینہ کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور خدا اپنے بندوں کے لئے عید کا دن لے آتا ہے۔اس طرح مومنوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں تو وہ ہمیشہ عارضی ہوتی ہیں اور ان کے بعد جلد ہی خوشی اور راحت کا دن آجاتا ہے۔لیکن بندہ جب خود اپنے لئے کوئی مصیبت پیدا کرتا ہے تو بعض دفعہ وہ اتنی لمبی ہو جاتی ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ وہ مصیبت چلتی جاتی ہے اور بعض دفعہ تو صدیوں تک وہ مصیبت سروں پر مسلط رہتی ہے اور عید آنے میں ہی نہیں آتی بلکہ روزبروز دور ہوتی چلی جاتی ہے۔

(خطبات محمود جلد 1 صفحہ 321)

حقیقی عید از حضرت مصلح موعود
رضی اللہ عنہ

حقیقی عید وہی ہے جس میں انسان کو عمل میں لذت محسوس ہونے لگے اور وہ خدا کے لئے ہر قسم کی قربانیوں کی آگ میں کودنے کے لئے تیار رہے اور کبھی ترک عمل کے قریب بھی نہ جائے۔یہ مقام جب کسی فرد یا قوم کو حاصل ہو جاتا ہے تو اسے حقیقی عید میسر آجاتی ہے اور دینی اور دنیوی مقاصد میں وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔پس کوشش کرو کہ تمہیں یہ عید میسر آئے اور تمہاری تمام تر لذت اور تمہاری ساری خوشی اسی بات میں ہو جائے کہ تم خدا کے لئے اپنا سب کچھ قربان کردو اور اسی کو اپنی عید سمجھو۔اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور وہ تمہیں اس حقیقی عید سے حصہ دے جس کے میسر آنے کے بعد دنیا کی کوئی تکلیف انسان کو پریشان نہیں کر سکتی۔

(خطبات محمود جلد1 صفحہ265)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 12جولائی 1983ء کو عید الفطر کے روز خطبۂ عید میں بیان فرمایا:-

عید کے متعلق بہت سے احمدی نوجوانوں کو مَیں نے یہ باتیں کرتے ہوئے سنا ہے کہ ہماری عید تو بہت ہی بور عید ہوتی ہے۔وہ دنیا کی عیدوں کے ساتھ جب اس عید کامقابلہ کرتے ہیں تو یہی نتیجہ نکالتے ہیں کہ ہماری عید تو تھکا دینے والی اور اُکتاہٹ پیدا کرنے والی عید ہوتی ہے۔

اس عید کے موقع پر نہ کہیں میوزیکل ہالز کے اندر جانے کاکوئی پروگرام ہوتا ہے نہ ڈوم میراثی کوئی ناچ دکھاتے ہیں ، نہ کوئی تھیٹرز ہیں، نہ سینما ہیں نہ ناچ گھر ہیں کہ جہاں جا کر دل بہلائے جائیں، نہ دنیا کی شراب بٹتی ہے۔ کوئی بھی تو ایسا فعل نہیں جو دنیا اپنی عیدیں منانے کے لئے کرتی ہو اور ہماری عیدمیں پایا جاتا ہو۔

وہ کہتے ہیں ہم کیا کریں ایک گھر سے دوسرے گھر میں جا جا کر تھک جاتے ہیں۔عید کی مبارک بادیں دیتے دیتے دل اُکتا جاتا ہے۔مختلف گھروں میں پھرتے ہیں روزے رکھنے کی وجہ سے معدہ کوعادت نہیں ہوتی کھا کھا کر اَور بھی بُرا حال ہوجاتا ہے۔بعض لوگ بیمار ہو جاتے ہیں۔کسی کو پیٹ درد کے دورے پڑرہے ہیں کسی کو کوئی اَور مصیبت پڑجاتی ہے۔ڈاکٹرز کے پاس جانا پڑتا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ یہ اچھی عید ہے۔اسلام جو سب سے زیادہ شاندار، سب سے کامل سب سے آخری اور نقطۂ عروج پر پہنچاہوا مذہب ہو اس کی اتنی مشہور عید ہو اور وہ بھی بور ہو اس کی سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیوں ہے۔پس آج مَیں نے سوچا کہ مَیں احبابِ جماعت کو بتاؤں کہ بات کیاہے۔ کیوں ان کی عید بور ہوتی ہے۔اور اس عید میں لذّت پیدا کرنے کاطریق کیا ہے۔

دراصل ہر وہ چیز جو مقصد سے ہٹ کر دیکھی جائے یا کی جائے اس میں بوریت پیدا ہو جاتی ہے۔آپ اگر ہاکی کا میچ دیکھنے جائیں اور وہاں ڈوم میراثی ناچ رہے ہوں اَور آپ کو کہا جائے کہ بہت اچھا میچ ہونے والا ہے انتظار کریں اور ابھی یہ ناچ دیکھیں تو ہو سکتا ہے ہاکی کی فیلڈ پر پتھراؤ ہو جائے۔وہی لوگ جو پہلے شوق سے ناچ دیکھاکرتے تھے ان کواتنا غصہ آئے اور اتنا ہنگامہ کھڑاہو جائے کہ ہاکی کا میچ منسوخ کرنا پڑے۔یاہاکی کا میچ دکھانے کے لئے بلایا گیا

ہو اور کرکٹ کھیلنا شروع کردیا جائے تو کرکٹ کے شائقین بھی لعنت ڈالیں گے، وہ کہیں گے جو چیز ہم دیکھنے آئے ہیں وہ تو دکھاؤ۔

پس بوریت کی بہت سی قسموں میں سے ایک قسم یہ بھی ہے کہ مقصد کو پُورا نہ کیاجائے۔اس کی بجائے کچھ اَور بات ہو جائے تو اس سے بوریت پیدا ہوتی ہے۔

آپ نے اخباروں میں پڑھا ہو گا کہ بعض قسم کی فلمیں دیکھنے لوگ جاتے ہیں اور اس کے لئے مہنگے ٹکٹ خریدتے ہیں اور فلم کوئی اَور دکھا دی جاتی ہے تو سینما گھروں کو آگ لگا دی جاتی ہے۔کرسیاں توڑ دی جاتی ہیں۔حالانکہ ویسے وہ فلم دیکھنے جاتے تو کبھی بور نہ ہوتے۔پس معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی عید کا مقصد پورا نہیں رہا۔اگر بوریت پائی جاتی ہے تو ظاہر ہے کہ اللہ کچھ اَور عید دکھانا چاہتا ہے۔آپ کچھ اَور عید دیکھ رہے ہیں اور نہیں سمجھ رہے کہ یہ کیا قصّہ ہے۔آپ کی توقعات دوسری سمت میں ہیں اور اللہ نے اَور طرح کی عید مقرر فرمائی ہوئی ہے۔نتیجۃً آپ عید کو قصور وار نہیں کہہ سکتے، اپنی عقل اور فہم کو قصور وار کہہ سکتے ہیں۔آپ نہیں سمجھے تھے کہ خُدا کیادکھانا چاہتا ہے آپ کچھ اَور دیکھنے گئے تھے دنیاداروں کی عیدیں دیکھیں اور سمجھے کہ یہ عید محمد مصطفیٰ ﷺ کی عید بھی ہو گی حالانکہ شَتَّانِ بَیْنَھُمَا ،زمین و آسمان کا فرق ہے دنیا کی عیدوں میں اور اس عید میں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق ہمیں عطا کی ہے۔

اس عید کو سمجھنا ہو تو اس درخت کو سمجھیں جس کا یہ پھل ہے اور وہ درخت شجرِرمضان ہے۔جیسے درخت اپنے پھل سے پہچاناجاتا ہے۔ویسے پھل بھی اپنے درخت سے پہچانا جاتا ہے۔کبھی پھل مدد کرتاہے درخت کو پہچاننے میں اور کبھی درخت مدد کیا کرتا ہے بتانے میں کہ یہ پھل لگتا تھا۔تو اگر پھل کی سمجھ نہیں آرہی تو درخت کو جانچو اور سوچو کہ اس پر کس قسم کا پھل لگنا چاہیئے تھا۔

رمضان المبارک کے کئی اسباق ہیں ان میں سے دو بڑے گہرے سبق ہیں جو دراصل رمضان ہی کا نہیں بلکہ ہر مذہب کا خلاصہ ہیں ان میں سے ایک عبادتِ الٰہی ہے اوردوسرا بنی نوع انسان کے ساتھ سچی ہمدردی اورپیار اور خدمتِ خلق اور لوگوں کے دُکھ سُکھ میں شریک ہونا ہے۔یہ دوگہرے سبق ہیں جو رمضان ہمارے لئے لے کر آتا ہے-----

جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے عید کا دوسرا پہلو خدمتِ خلق ہے۔غریب کے دُکھ میں شریک ہونا اس کا دُکھ بانٹنا اور اپنے سُکھ اس کے ساتھ تقسیم کرنا یہ اور اس قسم کے دوسرے نیکی کے کام خدمتِ خلق سے تعلق رکھتے ہیں۔چنانچہ رمضان سے پہلے مَیں نے احباب جماعت پر بڑی تفصیل سے واضح کیاتھاکہ رمضان میں ایک بڑاگہرا سبق پایا جاتا ہے اور روزہ کے اندر دوسری بہت سی حکمتو ں کے علاوہ ایک بڑی گہری حکمت یہ ہے کہ امراء بھی غریبوں کے دُکھوں کو سمجھنے کے اہل ہو سکیں۔ان تلخیوں میں سے گزریں جن تلخیوں میں سے اکثر غرباء ہمیشہ گزرتے ہیں۔اور وہ ایک طرف تو خُدا کا شکر کریں کہ یہ ایک مہینہ جو ہم نے گزارا ہے ہمارے بعض بھائی ایسے ہیں جن کے بارہ مہینے اسی طرح گزرتے ہیں اور پھر اس شکر کے ساتھ ان کے بارہ مہینے کے دُکھ آسان کرنے کی کوشش کریں۔ یہ وہ دوسرا سبق ہے جو رمضان شریف نے ہمیں عطا کیا ہے۔

پس لازمًا اس عید میں بھی خدمتِ خلق کا پھل لگنا چاہیئے۔یہ دوسرا میٹھا پھل ہے جو اس عید کو قدرتی طور پر عطا ہونا چاہیئے۔لیکن اگر آپ اس پھل کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں اور اپنی لذّتیں دوسری جگہ ڈھونڈیں تو آپ یقینًا بور ہوں گے کیونکہ یہ بات اور یہ سوچ انسان کو اپنے مقصد سے ہٹانے والی ہے۔اس نقطۂ نگاہ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو وہ مسئلہ بھی حل ہوجاتاہے جو بعض لوگوں کے لیے پید اہو جاتا ہے کہ مزاج خراب ہو رہے ہیں۔ مصیبت پڑی ہوئی ہے۔بور ہو رہے ہیں۔انہی گھروں میں اور اپنے رشتہ داروں میں جا جا کر جن کے گھروں میں ہمیشہ جاتے تھے۔

قرآن کریم نے اس فلسفہ کو ایک موقع پر ایک اَور چھوٹی سی آیت میں اس طرح بیان فرمایا کہ دیکھو تمہارے تحائف کا تبادلہ دُوْلَۃ بَیْنَ الْاَغْنِیَاۗءِ مِنْکُمْ۔(الحشر : 9) نہیں ہونا چاہیئے یعنی جو تمہارے تحفے پھرتے ہیں اور جو تمہاری محبت کی راہیں ہیں وہ اپنے رشتہ داروں ، عزیزوں اور ہم پلہ اور ہم کفو لوگوں تک ہی نہیں رہنی چاہئیں۔اگر یہ ہو تو ایک چکر اُمراء کا اوپر چلتا رہتا ہے اور ایک غرباء کا نیچے چلتا رہتا ہے اور انہی دائروں میں نعمتیں گھومتی رہتی ہیں یا نعمتوں کا فُقدان چکر لگاتا رہتا ہے جن دائروں میں اس سے پہلے گھوما کرتی تھی۔

اللہ تعالیٰ ایک اور محبت کا دائرہ قائم کرنا چاہتا ہے یعنی امارت سے غربت کی طرف اور غربت سے امارت کی طرف۔اور یہ اسلام کا امتیاز ہے۔نہایت ہی سائینٹفک طریق پر اور نہایت ہی اعلیٰ پیمانے پر اس کی تعلیم دی گئی ہے۔اس لئے وہ لوگ جو اپنے جیسے لوگوں کے گھروں میں جہاں پہلے گھوما کرتے تھے اگر وہیں گھومتے رہیں گے تو چونکہ یہ قرآنی

تعلیم کے خلاف ہے اور اس کی روح کے منافی ہے اس لئے لذت نہیں پائیں گے اس کے برعکس صورت پیدا کریں گے جو اصل اسلام کی عید ہے تو ان کی زندگی میں آج کا دن ایک نہایت ہی مسرت لانے والا دن بن جائے گا۔

اس نقطۂ نگاہ سے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آج کے دن امراء اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور وہ تحفے جو آپس میں بانٹتے ہیں ان میں اپنے غریب بھائیوں کو بھی شامل کریں۔ آپس میں بھی ضرور کچھ نہ کچھ بانٹیں کیونکہ یہ حق ہے۔ذی القربیٰ کا بھی حق ہے۔دوستوں کا بھی حق ہے، یہ حقوق بھی ادا ہونے چاہئیں۔لیکن ایک حق جو آپ مار کر بیٹھ گئے ہیں جب تک وہ حق ادا نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نظارہ نہیں دیکھ سکیں گے ۔اور وہ حق جس کے متعلق میں نے کہا ہے مار کر بیٹھ گئے ہیں۔اس حق سے مراد ہے :-

فِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ مَّعۡلُوۡمٌ۔لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ۔(المعارج: 27,26)

کہ جن کو ہم نے بڑی بڑی نعمتیں عطا کی ہیں اور دولتیں بخشی ہیں ان کے اموال میں غرباء کا حق ہے۔

ایک طرح تو ہر مسلمان یہ حق کچھ نہ کچھ ضرور ادا کرتا ہے اور اس عید میں شامل ہو جاتاہے۔مثلاً جب وہ فطرانہ دیتا ہے جب وہ عید فنڈ دیتا ہے تو یقیناً اس حق کو ادا کر رہا ہو تا ہے اس لئے یہ کہنا جائز نہیں ہو گا کہ مسلمان خواہ احمدی ہو یا غیر از جماعت ہو وہ اس حق سے غافل ہے۔دنیا کے کسی مذہب میں بھی اس حق کو اس تفصیل کے ساتھ ایک اصول کے مطابق اور ایک تنظیم کے تحت ادا نہیں کیا جاتا جس طرح اسلام میں کیا جاتا ہے مگر جو زائد بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ کے تابع پھر بھی یہ حق پورا ادا نہیں ہوتا جب تک آپ خود اپنے وقت کو بھی اور دیگر طاقتیں جو خدا نے آپ کو بخشی ہیں ان کو بھی غریب کے لئے قربان نہ کریں۔پھر آپ کی پوری عید ہو گی پھر آپ کو پتہ لگے گا کہ عید میں لذت کیا ہے۔مثلاً آج عید کی نماز کے بعد ضروری امور سے فارغ ہو کر اگر وہ لوگ جن کو خدا نے نسبتاً زیادہ دولت عطا فرمائی ہے زیادہ تموّل کی زندگی بخشی ہے وہ کچھ تحائف لے کر غریبوں کے ہاں جائیں اور غریب بچوں کے لئے کچھ مٹھائیاں لے جائیں جو ان کے گھر میں زائد پڑی تھیں اور جو ان کا پیٹ خراب کرنے کے لئے مقدر تھیں وہ غریب بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے ساتھ لے جائیں اور وہ زائد پھل بھی جس نے زائد از ضرورت استعمال کی وجہ سے ان کو ہیضہ کر دینا تھا۔غریب بچوں کو دیں تا کہ ایک دن تو ایسا ہو کہ ان کو بھی کچھ نصیب ہو۔تو کچھ وہ پھل پکڑیں کچھ مٹھائیاں گھر سے اُٹھائیں، کچھ بچوں کے لئے جو

ٹافیاں یا چاکلیٹ آپ نے رکھے ہوئے تھے وہ آپ لیں اور بچوں سے کہیں آؤ بچو ! آج ہم ایک اور قسم کی عید مناتے ہیں ہمارے ساتھ چلو ، ہم بعض غریبوں کے گھر آج دستک دیں گے، ان کو عید مبارک دیں گے ان کے حالات دیکھیں گے اور ان کے ساتھ اپنے سُکھ بانٹیں گے۔اگر منظم طریق پر اس کام کو کیا جائے تو اس کا بہترین طریق یہ ہو گا کہ آپ صدر محلہ کے پاس پہنچیں تاکہ لوگ ایک ہی گھر میں بار بار نہ جائیں اور ایسے گھروں میں نہ جائیں جہاں ضرورت نہ ہو۔صدر محلہ کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے محلہ میں کون کون سے غریب لوگ رہتے ہیں جو اس حسنِ سلوک کے زیادہ مستحق ہیں۔کون کون سے یتامیٰ ہیں۔کون کون سی بیوگان ہیں۔کون کون سی بوڑھی عورتیں ہیں اور کون سے بیمار اور بوڑھے لوگ ہیں جن کی زندگی میں کوئی رفیق اور کوئی ساتھی نہیں رہا۔ایسی فہرستیں اوّل تو صدران محلہ کے پاس موجود رہتی ہیں اگر نہیں تو وہ اپنے ذہن میں دہرائی کریں اور جاتے ہی ایسی فہرستیں جلدی سے تیار کرلیں اور پھر وہ محلہ کے امراء کو بتائیں اور امراء سے مراد ضروری نہیں کہ لکھ پتی ہوں کیونکہ امارت اور غربت ایک نسبتی چیز ہے۔ وہ لوگ جو نسبتاً آسودہ حال ہیں جو کو عید کے دن یہ احساس نہیں ہوتا کہ پیسے ہوتے تو ہم بچوں کی خوشیاں کرتے۔وہ سارے امراء ہیں۔ایسے لوگ جب تیاری کر لیں تو اپنے اپنے محلّہ کے صدر کے پاس پہنچیں اور ان سے کہیں کہ بتاؤ ہمارے حصہ میں کون سے گھر دیتے ہو۔اگر تین گھروں میں جانا ہے تو تین گھروں کی فہرست لے لیں۔اگر چار یا پانچ میں جانا ہے تو ان کی فہرست لے لیں اور لازمًا ایک سے زیادہ گھر ڈھونڈنے چاہئیں۔کیونکہ یہ ایک اقتصادی قانون ہے کہ جتنا زیادہ غریب ملک ہو اتنی ہی غربت زیادہ اور امارت نسبتًا کم ہوتی چلی جاتی ہے اس لئے جو ہمارے ہاں متموّل نہ سہی نسبتًا آسودہ حال اور سفید پوش ہی کہہ لیجئے ان کی تعداد غرباء کی تعداد کے مقابل پر کم ہو گی۔یہ قدرتی قانون ہے اس لئے کوشش کریں کہ حتی المقدور ایک سے زیادہ گھروں میں تحفے بانٹیں مگر بہر حال یہ کوئی تکلیف ما لا یُطاق نہیں ہے آپ نے عید منانی ہے۔آپ اپنی توفیق کے مطابق جتنی عید بھی منا سکیں بہتر ہے۔اس طرح اگر آپ غریب لوگوں کے گھروں میں جائیں گے اور ان کے حالات دیکھیں گے تو مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذتیں پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذتیں ان کو اس لذت کے مقابل پر ہیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی تو کچھ ایسے بھی واپس لوٹیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں گے اور وہ استغفار کر رہے ہوں گے اور اپنے رب سے معافیاں مانگ رہے ہوں گے کہ اے اللہ ! ان لوگوں سے ناواقفیت رکھ کر اور ان کے حالات سے بے خبری میں رہ کر اور ان کے حالات سے بے خبری میں رہ کر ہم نے بڑے ناشکری کے دن کاٹے ہیں، ہم تیرے بڑے ہی

ناشکر گزار بندے تھے، نہ ان نعمتوں کی قدر کر سکے جو تُونے ہمیں عطا کر رکھی تھیں نہ ان نعمتوں کا صحیح استعمال جان سکے جو تو نے ہمیں عطا کر رکھی تھیں اور واپس آ کر وہ روئیں گے خدا کے حضور اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان آنسوؤں میں وہ اتنی لذّت پائیں کہ دنیا کے قہقہوں اور مسرتوں اور ڈھول ڈھمکوں اور بینڈ باجوں میں وہ لذتیں نہیں ہوں گی۔ان کو بے انتہاء ابدی لذتیں حاصل ہوں گی اور زائد نہ ہونے والے بے انتہاء سرور ان کو عطا ہوں گے۔

یہ ہے وہ عید جو محمد مصطفیٰ ﷺ کی عید ہے۔یہ ہے وہ عید جو درحقیقت سچے مذہب کی عید ہے۔پہلے بھی یہی عیدیں تھی جو خدا نے عطا کی تھیں۔لیکن بعد میں آنے والوں نے ان عیدوں کے مزاج بدل ڈالے۔ان کے مضمون کو بھلا دیا۔اپنی عید کے رنگ بگاڑ دیے تو وہ عیدوں کے مقاصد سے دُور جا پڑے۔ ان کے لئے وہ عیدیں ، عیدیں نہ رہیں جو خدا اپنے مومن بندوں کو عطا کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔

پس اُن جگہوں پر جہاں احمدی کم ہیں جہاں کے معاشرہ میں غیر ازجماعت دوست زیادہ ہیں اوراحمدی بہت تھوڑے پائے جاتے ہیں۔ان کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ خدمت خلق کے طور پر غریب کے دکھ بانٹنے کے لئے احمدی کو تلاش کیا جائے اس لئے وہ تمام جماعتیں جہاں احمدی تعداد میں تھوڑے ہیں ان کو ارد گرد غریب محلوں میں حسب توفیق غریبوں کی مدد کے لئے جانا چاہیئے۔صرف پاکستان میں نہیں بلکہ ساری دنیا کے احمدیوں کو اس قسم کی عید منانی چاہئے۔تاہم جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے اکثر جماعتیں آج بھی ہماری سلامی عید میں شامل ہو سکتی ہیں۔اگر مجلس خدام الاحمدیہ ٹیلیفون کے ذریعہ اطلاعیں کر دے اور جو خدام مثلاً فیصل آباد یا سرگودھا یا لاہور یا قریب کی جماعتوں میں جا رہے ہیں۔ان کے ذمہ لگا دیں کہ فلاں فلاں جگہ تم نے یہ اطلاع کرنی ہے تو آج سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے جہاں تک ممکن ہو پاکستان کی اکثر احمدی جماعتیں اس عید میں شامل ہو جائیں۔یعنی عبادت بھی خصوصیت کے ساتھ کریں اور غریب کی ہمدردی بھی بطور خاص کریں۔یہاں تک کہ اپنے محلوں میں پھیل کر حسب حالات اور حسبِ توفیق غریبوں کے گھروں میں جائیں اور ان سے کہیں ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام پر تمہیں عید مبارک دینے آئے ہیں۔ہم اسلام کے نام پر تمہارے ساتھ خوشیاں بانٹنے آئے ہیں۔ بچوں سے کہیں اے بچو! آؤ ہمارے بچوں کے ساتھ بیٹھ جاؤ، ان کی ٹافیاں کچھ تم بھی کھاؤ، ان کے کھلونوں سے کچھ تم بھی کھیلو، ہمارے کھانوں

میں تم بھی شریک ہو جاؤ اور یہ ہم تم پر احسان کے طور پر نہیں کہہ رہے ، یہ صرف اللہ کی خاطر ہے۔اور اللہ کے سب سے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خاطر ہے۔پس اگر تم شکریہ ادا کرنا چاہتے ہو تو ہم تمہیں کہتے ہیں ۔لَا نُرِیدُ مِنکُم جَزَاءً وَّلَا شُکُورًا۔ہم ہرگز تم سے کسی جزا اور کسی شکریہ کا تقاضا نہیں کرتے،یہ کام محض للہ ہے۔اس کا پیار ہی ہماری جزاء ہے۔وہ محبت سے جب ہمیں دیکھ رہا ہے تو یہی سب سے بڑی جزا ہے۔لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ایک جزا تو آپ کو وہیں مل چکی ہو گی کیونکہ اس نیکی میں اتنی لذت ہے کہ جتنا خدمتِ خلق کا کام آپ نے کیا ہو گا آپ یقین کریں گے کہ اس سے بہت زیادہ آپ کو حاصل ہو گیا۔پھر یہ کہنا کہ ہماری وہ جزاء اللہ کا پیار ہے ، اسکا کیا مطلب ہے یہ کہ وہ محض فضل ہے۔قانونِ قدرت نے آپ کو وہ سب کچھ دے دیا جو آپ نے خرچ کیا اس سے زیادہ عطا کر دیا۔ایک نیکی کا دس گنا بدلہ اس نیکی کے دوران پا جائیں گے۔باقی سب فضلِ الٰہی ہو گا جو اس کے پیار کی صورت میں آپ پر نازل ہو گا۔پس جس کو یہ عید نصیب ہو جائے اس کو اَور کیا عید چاہیئے۔اس کی پھر عیدیں ہی عیدیں ہیں اور یہی وہ عید ہے جو اسلام کی عید ہے۔جس کے متعلق مَیں آپ کو بتارہا ہوں چاہیں تو کریں چاہیں تو نہ کریں۔

(الفضل26جولائی1983ء صفحہ نمبر 1 تا5)